قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعرات 30 جنوری 2020ء | 4 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ : 26

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ ۬ؕ قُلۡ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ فَلِلۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۲۱۶﴾

(البقرہ:216)

ترجمہ: وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں۔ تُو کہہ دے کہ تم (اپنے) مال میں سے جو کچھ بھی خرچ کرنا چاہو تو والدین کی خاطر کرو اور اقرباء کی خاطر اور یتیموں کی خاطر اور مسکینوں کی خاطر اور مسافروں کی خاطر۔اور جو نیکی بھی تم کرو تو اللہ یقیناً اس کا خوب علم رکھتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

حیا بھی ایمان کا حصہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : ’’ایمان ساٹھ یا ستّر سے بھی کچھ زائد حصوں میں منقسم ہے۔ان میں سب سے افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ہے اور عام اور آسان حصّہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دُور کرنا ہے اور حیا بھی ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔‘‘ (مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان)

فرمان خلیفہ وقت

ہمسایوں سے حسنِ سلوک

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

’’معاشرے کی سلامتی، صلح اور محبت کی فضا پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ... فرمایا کہ ہمسایوں سے اچھا سلوک کرو۔ اور صرف رشتہ دار ہمسایوں سے اچھا سلوک نہیں کرنا کہ اس میں سوفیصد بے نفسی اور صر ف اور صرف خداتعالیٰ کی رضا کے لئے حسن سلوک نظر نہیں آتا بلکہ غیر رشتہ داروں سے بھی کرنا ہے۔ یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک میں تو پسند اور ناپسند کا سوال آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی بندہ جو اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے اس کا تو تب پتہ لگے گا کہ غیروں سے بھی حسن سلوک کرو۔ جو غیر رشتہ دار ہمسائے ہیں ان سے بھی حسن سلوک کرو۔ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدر تلقین کی گئی، اس قدر تواتر سے آنحضرت ﷺ کو اس طرف توجہ دلائی گئی کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید اب ہمسائے ہماری وراثت میں بھی حصہ دار بن جائیں گے۔ تو ہمسائے کی یہ اہمیت،یہ احساس دلانے کے لئے ہے کہ اس کا خیال رکھنا، اس سے حسن سلوک کرنا، اس کی ضروریات کو پورا کرنا بہت اہم ہے۔ کیونکہ یہ بھی ہمسائے ہیں جو گھر کی چاردیواری سے باہر قریب ترین لوگ ہیں۔ اگر یہ ایک دوسرے سے حسن سلوک نہ کریں، ایک دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث بنیں، تو جس گلی میں یہ گھر ہوں گے جہاں حسن سلوک نہیں ہو رہا ہو گا تو وہ گلی ہی فساد کی جڑ بن جائے گی۔ اس گلی میں پھر سلامتی کی خوشبو نہیں پھیل سکتی۔ گھر سے باہر نکلتے ہی سب سے زیادہ آمنا سامنا ہمسایوں سے ہوتا ہے۔ ان کو اگر دل کی گہرائیوں سے سلامتی کا پیغام پہنچائیں گے تو وہ بھی آپ کے لئے سلامتی بن جائیں گے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مورخہ یکم جون2007ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

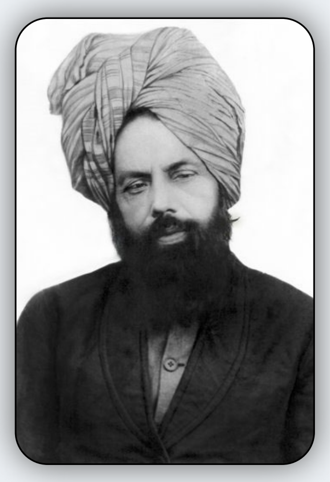

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو !! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجا، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں اور آخرت کاعذاب الگ ہے۔ پرہیز گار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپروا ہونا زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلّی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکی سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا‘‘ (کشتی نوح،روحانی خزائن جلد19ص70)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

’’میں سچ کہتاہوں کہ قرآن شریف کے سوا ایسی کوئی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے۔طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔‘‘

(حقائق الفرقان جلداوّل صفحہ34)

دربارِ خلافت

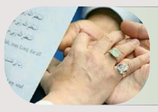

بدعت و بد رسومات سے اجتناب

ہمارے پیارے آقاحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

’’حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے ہر اس چیز سے بچنا ہو گا جو دین میں برائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے۔ اس برائی کے علاوہ بھی بہت سی برائیاں ہیں جو شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں اور جن کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں یہ برائیاں جو ہیں اپنی جڑیں گہری کرتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح دین میں اور نظام میں ایک بگاڑ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ،اب پھر کہہ رہا ہوں کہ دوسروں کی مثالیں دے کر بچنے کی کوشش نہ کریں، خود بچیں۔ اور اب اگر دوسرے احمدی کو یہ کرتا دیکھیں تو اس کی بھی اطلاع دیں کہ اس نے یہ کیا تھا۔ اطلاع تو دی جاسکتی ہے لیکن یہ بہانہ نہیں کیا جا سکتا کہ فلاں نے کیا تھا اس لئے ہم نے بھی کرنا ہے تاکہ اصلاح کی کوشش ہو سکے، معاشرے کی اصلاح کی جا سکے۔ ناچ ڈانس اور بیہودہ قسم کے گانے جو ہیں ان کے متعلق میں نے پہلے بھی واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ اگر اس طرح کی حرکتیں ہوں گی تو بہرحال پکڑ ہو گی۔ لیکن بعض برائیاں ایسی ہیں جو گو کہ برائیاں ہیں لیکن ان میں یہ شرک یا یہ چیزیں تو نہیں پائی جاتیں لیکن لغویات ضرور ہیں اور پھر یہ رسم و رواج جو ہیں یہ بوجھ بنتے چلے جاتے ہیں۔ جو کرنے والے ہیں وہ خود بھی مشکلات میں گرفتار ہو رہے ہوتے ہیں اور بعض جو ان کے قریبی ہیں، دیکھنے والے ہیں، ان کو بھی مشکل میں ڈال رہے ہوتے ہیں ان میں جہیز ہیں، شادی کے اخراجات ہیں، ولیمے کے اخراجات ہیں، طریقے ہیں اور بعض دوسری رسوم ہیں جو بالکل ہی لغویات اور بوجھ ہیں۔ ہمیں تو خوش ہونا چاہئے کہ ہم ایسے دین کو ماننے والے ہیں جو معاشرے کے، قبیلوں کے، خاندان کے رسم و رواج سے جان چھڑانے والا ہے۔ ایسے رسم و رواج جنہوں نے زندگی اجیرن کی ہوئی تھی۔ نہ کہ ہم دوسرے مذاہب والوں کو دیکھتے ہوئے ان لغویات کو اختیار کرنا شروع کر دیں...(فرمایا) تم ایسے دین اور ایسے نبی کو ماننے والے ہو جو تمہارے بوجھ ہلکے کرنے والا ہے ۔ جن بے ہودہ رسم و رواج اور لغو حرکات نے تمہاری گردنوں میں طوق ڈالے ہوئے ہیں، پکڑا ہوا ہے، ان سے تمہیں آزاد کرانے والا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ تم اُس دین کی پیروی کرو جس کو اب تم نے مان لیا ہے اور اُن طور طریقوں اور رسوم و رواج اور غلط قسم کے بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد کرو ،ان میں دوبارہ گرفتار ہو رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تم تو خوش قسمت ہو کہ اس تعلیم کی وجہ سے ان بوجھوں سے آزاد ہو گئے ہو اور اب فلاح پا سکو گے، کامیابیاں تمہارے قدم چومیں گی، نیکیوں کی توفیق ملے گی۔پس ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تو ان رسموں اور لغویات کو چھوڑنے کی وجہ سے ہمیں کامیابیوں کی خوشخبری دے رہا ہے۔ اور ہم دوبارہ دنیا کی دیکھا دیکھی ان میں پڑنے والے ہو رہے ہیں... اپنے آپ کو معاشرے کے رسم و رواج کے بوجھ تلے نہ لائیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کو آزاد کروانے آئے تھے اور آپ کو ان چیزوں سے آزاد کیا اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر آپ اس عہد کو مزید پختہ کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ چھٹی شرط بیعت میں ہے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے لکھا ہے کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا وہوس سے باز آ جائے گا۔یعنی کوشش ہو گی کہ رسموں سے بھی باز رہوں گا اور ہوا و ہوس سے بھی باز رہوں گا۔ تو قناعت اور شکر پر زور دیا۔ یہ شرط ہر احمدی کے لئے ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب ہو۔ اپنے اپنے وسائل کے لحاظ سے اس کو ہمیشہ ہر احمدی کو اپنے مدنظر رکھنا چاہئے...اللہ کرے کہ ہم ہر قسم کے رسم و رواج بدعتوں اور بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس زمانے کے حکم و عدل کی تعلیم کے مطابق دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا بھی ایسا عمل ہے جو تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور تمام برائیوں اور لغو رسم و رواج کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔تو اس کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 25 نومبر 2005ء)

جوابِ معترض

ثباتِ مہر و وفا شرطِ وصلِ منزل ہے
خِرد و بال ہے گر عشق کے مقابل ہے
جو علم باعثِ نخوت ہو زہرِ قاتل ہے
امامِ وقت کے تابع نہ ہو تو باطِل ہے
جوابِ معترض ایسا کوئی محال ہے کیا؟
سوال تو یہ ہے کہ نیتِ سوال ہے کیا

دریدہ ذات میں احساسِ کمتری ہے عجیب
اِدھر کی ہے نہ اُدھر کی یہ زندگی ہے عجیب
جو مان کر بھی نہ مانے یہ کج روی ہے عجیب
نظامِ سلسلہ پر ظلمِ بدظنی ہے عجیب
بجُز خلافتِ حقّہ ہماری ڈھال ہے کیا؟
سوال تو یہ ہے کہ نیتِ سوال ہے کیا

محبتوں کے سفر میں عداوتوں کا عذاب؟
دیارِ نُورمیں رہ کر بھی ظلمتوں کا عذاب؟
بہار آئی تو کیسا خزاں رُتوں کا عذاب؟
نہ اپنی نسل کو دو بدگمانیوں کا عذاب!
ہو قبلہ ایک، وساوس کی پھر مجال ہے کیا
سوال تو یہ ہے کہ نیتِ سوال ہے کیا

اے نکتہ چیں تری باتوں سے اُٹھتی کبر کی بُو
منافقت کی علامت ہے اعتراض کی خُو
رگوں میں تیرےّ ہے اسلافِ باوفا کا لہو
تو پھر یہ طرزِ تکلّم میں کیوں ہے رنگِ عدُو
یقین۔ دولتِ مومن ہے! قیل و قال ہے کیا؟
سوال تو یہ ہے کہ نیتِ سوال ہے کیا

جب آ گئے تھے تو کشتی جلا کے آنا تھا
اور اعتراض کے شعلے بجھاکے آنا تھا
بصد نیاز نگاہیں جھکا کے آنا تھا
جبیں پہ نقشِ اطاعت سجا کے آنا تھا
خُودی جو مانع ہو پھر حسرتِ وصال ہے کیا
سوال تو یہ ہے کہ نیتِ سوال ہے

سنو کہ عظمتِ مومن تو خاکساری میں ہے
یہ جوشِ غیرتِ ایماں سے جاںثاری میں ہے
چمن کی اشکِ محبت سے آبیاری میں ہے
حضورِ حق میں ندامت سے بیقراری میں ہے
اگر ہے غیرتِ دِینی تو پھر ملال ہے کیا
سوال تو یہ ہے کہ نیتِ سوال ہے کیا

رسائی عجز کو ہی بارگاہِ یار میں ہے
زہے نصیب غلامی جو راہِ یار میں ہے
ہر اک مطیع کی یہ قسمت سپاہِ یار میں ہے
یہی تو ایک ’’جماعت‘‘ نگاہِ یار میں ہے
یہ دیکھتے نہیں امّت کا آج حال ہے کیا؟
سوال تو یہ ہے کہ نیتِ سوال ہے کیا

کھِلیں جو جھیل میں دل کی تو حُسنِ ظن کے کنول
خدا کے فضل سے دیں گے طبیعتوں کو بدل
مسیحِ وقت کو مانا ہے تو بہ بانگِ دہل
کہو یقین سے اسلام کی ہے فتح اٹل
بِناء یقیں پہ ہو تو غم کا احتمال ہے کیا
سوال تو یہ ہے کہ نیتِ سوال ہے کیا

فاروق محمود۔ لندن

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

دعائے قنوت

قنوت ان دعاؤں کو کہتے ہیں جو مختلف وقتوں میں پیش آتی ہے

دعائے قنوت کے ساتھ نماز وتر کی آخری رکعت میں بعد از رکوع پڑھی جانے والی دعا کا خیال ذہن میں آتا ہے لیکن قنوت کا لفظ اپنے معنوں کے لحاظ سے اور آنحضورﷺ کی سنت سے بھی بعض دیگر پہلو بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔

قنوت کے لُغوی معنی

مشہور عربی لغت لسان العرب لفظ قنوت کے متعلق لکھتی ہے۔

یعنی قنوت کا لفظ متعدد معانی رکھتا ہے جیسا کہ اطاعت، خشوع، نماز، دعا، عبادت، قیام، لمبا قیام، خاموشی۔ پس جس جملے میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اس کا موقع و محل اس کے معنی کی تعیین کرے گا۔

المنجد اس لفظ کے درج ذیل معنی دیتی ہے۔

قَنَتَ: أطَاعَ/ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ (اس نے فرمانبرداری کی،اس نے عاجزی اختیار کی) قَنَتَ: قَامَ فِی الصَّلٰوۃِ،أَمْسَكَ عَنِ الْكَلَامِ (وہ نماز میں خاموشی سے کھڑا ہوا) أَقْنَتَ: أَطَالَ الْقِيَامَ فِي الصَّلٰوۃِ (اس نے نماز میں لمبا قیام کیا) أَقْنَتَ: دَعَا عَلٰی عَدُوِّہٖ (اس نے اپنے دشمنوں کے خلاف دعا کی) قَنَتَ: كَانَ قَلِيْلَ الْأَكْلِ (وہ بہت تھوڑا کھانے والا ہوگیا)

ان معنوں کے لحاظ سے قنوت سے دراصل مراد نماز میں طویل یا لمبے قیام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ہے اور آنحضورﷺ کی پاکیزہ سنت سے یہ ثابت ہے کہ دعائے قنوت ہر انسان کی حاجات کے لحاظ سے مختلف مواقع پر مختلف ہو سکتی ہے یعنی مشکل یا ضرورت کے خاص حالات کے مطابق یہ دعا بدلی بھی جا سکتی ہے اور یہ دعا انسان ہر نماز میں کر سکتا ہے۔ اسی طرح نماز وتر کی آخری رکعت میں پڑھی جانے والی مسنون دعا کے طور پر بھی یہ دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

قنوت کا آغاز کیسے ہوا؟

کتب احادیث میں یہ ذکر بھی محفوظ ہے کہ قنوت کا آغاز کیسے ہوا؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبیلہ رعل، ذکوان اور بنی لحیان کے لوگ آنحضورﷺ کے پاس آئے اور اپنے دشمنوں کے خلاف آپؐ سے مدد کی درخواست کی تو آپؐ نے 70 صحابہ کو جن کو ''قرّاء'' (یعنی قرآن کریم کے قاری) کہا جاتا تھا، ان کے ساتھ روانہ فرما دیا۔ جب یہ لوگ بئرمعونہ جگہ پر پہنچے تو ان مدد مانگنے والے قبیلوں نے غداری کی اور ان 70صحابہ کو شہید کر دیا۔ جب آنحضرتﷺ کو اس المناک واقعے کی اطلاع ملی تو آپؐ بہت غمزدہ ہوئے اور فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصُّبْحِ عَلٰی أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ یعنی پھر آنحضورﷺ نے پورا ایک مہینہ صبح کی نماز میں ان قبیلوں کے خلاف دعا کرتے ہوئے قنوت کیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع و رعل و ذکوان و بئر معونہ)

اسی باب میں اس سے پہلی روایت میں یہ الفاظ ہیں ''وَذَالِكَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ، وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ'' یعنی یہ قنوت کا آغاز تھا، اس سے پہلے ہم قنوت نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرتﷺ نے ایک مہینے تک نماز عشاء میں رکوع سے اٹھنے کے بعد اور ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ'' کہنے کے بعد یہ دعائیں قنوت کیں: '' اَللّٰھُمَّ أَنْجِ الوَلِيدَ بنَ الْوَلِيدِ...''

ترجمہ: اے اللہ ولید بن ولید کو، سلمہ بن ہشام کو اور دیگر کمزور مومنوں کو نجات دے(یہ لوگ مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے) اور ایک دن جب رسول اللہؐ نے صبح کی نماز پڑھائی تو یہ دعائیں نہیں کیں تو میں نے عرض کی آج آپ نے وہ دعائیں نہیں کیں تو آپ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ (مدینہ) پہنچ چکے ہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب القنوت فی الصلوٰت)

ان دونوں روایتوں سے ظاہر ہے کہ قنوت سے ایک مراد تو یہ ہے کہ نماز کی حالت قیام میں دعا مانگنا اور دوسرا یہ کہ جو موقع اُس وقت پیش آیا تھا اس کے متعلق دعا مانگنا۔ اسی وجہ سے امام مسلمؒ نے یہ باب باندھا ہے کہ

''باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاۃ،إذا نزلت بالمسلمین نازلۃ''

یعنی جب بھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے تو پھر سب نمازوں میں قنوت (حالت قیام میں دعا مانگنے) کی پسندیدگی کا باب۔

پھر یہ بھی بحثیں موجود ہیں کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد!

چنانچہ صحیح بخاری میں یہ روایت درج ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت نبی کریمﷺ نے صبح کی نماز میں قنوت کیا تھا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ ہاں! پھر پوچھا گیا کہ کیا رکوع سے پہلے قنوت کیا تھا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ رکوع کے بعد ہلکا سا قنوت فرمایا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب الوتر باب القنوت قبل الرکوع و بعدہٗ)

لیکن اسی باب کی اگلی حدیث یہ ہے۔

ترجمہ: عاصم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے قنوت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں قنوت ہوتا تھا۔ میں نے کہا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد؟ فرمایا: رکوع سے پہلے۔ میں نے کہا فلاں شخص نے مجھے آپ کے حوالے سے بتایا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قنوت رکوع کے بعد ہے تو فرمانے لگے کہ اُس نے غلط کہا ہے، آنحضورﷺ نے تو صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت کیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب الوتر باب القنوت قبل الرکوع و بعدہٗ)

اب یہ دونوں روایتیں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہیں اور بخاری میں ایک ہی باب میں اکٹھی درج ہوئی ہیں۔ ان دونوں روایتوں میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے حالانکہ فی الحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ جیسا کہ مضمون کے شروع میں لفظ قنوت کے معانی سے یہ ظاہر ہوگیا ہے کہ قنوت کا مطلب ہے نماز میں لمبا قیام کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا لہٰذا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا مطلب ان دونوں روایتوں سے یہ ہے کہ آنحضورﷺ کا اصل قنوت رکوع سے پہلے ہوتا تھا یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد لمبی تلاوت کرنا، ہاں آپؐ نے بعض خاص حالات میں رکوع کے بعد بھی کھڑے ہوکر اپنے مقصود کے لئے دعائیں کی ہیں اور وہ بھی قنوت ہیں اور حضرت انس بن مالکؓ کا یہ فرمانا کہ بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَسِيْرًا بتاتا ہے کہ رکوع کے بعد والا قنوت رکوع سے پہلے والے قنوت سے چھوٹا ہوتا تھا۔ پس رکوع سے پہلے بھی قنوت ہے (یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد لمبی تلاوت کرنا) اور رکوع کے بعد بھی قنوت ہے (یعنی حالت قیام میں اپنی مطلوبہ دعائیں مانگنا) اسی لئے امام بخاریؒ نے یہاں باب باندھا ہے باب القنوت قبل الرکوع وبعدہٗ یعنی رکوع سے پہلے اور بعد میں قنوت کا باب۔

لمبا قیام

دیگر احادیث سے بھی پتا چلتا ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن پاک کی لمبی تلاوت کرنا قنوت ہے اور اسی کو آنحضورﷺ نے فضیلت والا قرار دیا ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ بہترین نماز وہ ہے جس میں قنوت (طویل قراءت) کیا جائے۔

(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب افضل الصلوٰۃ طول القنوت)

ایک اور روایت میں آتا ہے:

جس نے (نماز میں) ایک سو آیات کی تلاوت کی اس کے لئے ایک رات کا قنوت لکھ دیا جاتا ہے۔

(دارمی فضائل القرآن)

اسی مضمون کی ایک حدیث سنن ابی داؤد میں بیان ہوئی ہے:

جس نے اپنی نماز کے قیام کی حالت میں 10 آیتیں تلاوت کیں تو وہ غافلوں میں سے نہیں شمار کیا جائے گا، جس نے نماز میں سو آیات تلاوت کیں وہ قنوت کرنے والوں میں شمار کیا جائے گا اور جس نے نماز میں 1 ہزار آیات تلاوت کیں وہ مقطرین یعنی ڈھیروں ڈھیر خرچ کرنے والوں میں شمار کیا جائے گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب شہر رمضان باب تحزیب القرآن)

ان روایات سے ظاہر ہے کہ رکوع سے پہلے حالت قیام میں تلاوت قرآن کرنا نماز کو فضیلت والا بناتا ہے۔ ہاں بعض خاص مواقع پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کی ضرورت کے مطابق رکوع کے بعد قیام کر کے بھی دعائیں کی ہیں، یہ قنوت کسی بھی نماز میں کیا جاسکتا ہے۔

دعائے قنوت جو عموماً نماز وتر میں پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ۔ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

(تحفۃ الفقہاء باب صلوٰۃ الوتر و تفسیر القرطبی سورۃ آل عمران آیت نمبر 128)

یہ الہامی دعا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ دعا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضورﷺ کو سکھائی تھی۔

حضرت پیر سراج الحق نعمانی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں نماز وتر میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت کے سوال کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں نے عرض کیا کہ قنوت پڑھنی چاہیے؟ فرمایا: ہاں، ضرور پڑھنی چاہیے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ بعض مولوی اس دعائے قنوت کو کہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ سے ثابت نہیں۔ فرمایا وہ بڑی غلطی کرتے ہیں یہ دعا قنوت اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ... بڑی عجیب اور توحید کی بھری ہوئی دعا ہے، ایسے الفاظ توحید کے سوائے اس سید المرسلین سید الموحدینﷺ کے دوسرے سے ادا نہیں ہو سکتے ہیں اور یہ خاص الٰہی تعلیم ہے۔ ان پاک

باقی صفحہ 5 پر

صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ

آپ کی دعائیں کسی خاص فرد یا مقصد تک محدود نہیں تھیں بلکہ سارا عالم آپ کی دعاؤں سے مستفید ہوتا تھا۔ ایک دفعہ جب امریکہ کے خلاباز میں گئے تو فرمایا کہ جس دن انہوں نے اترنا تھا اس دن میں سارا دن ان کی بخیریت زمین پر واپسی کے لئے دعا کرتا رہا اگرچہ میں اپنے کام میں لگا ہوا تھا لیکن دل کی کیفیت ان کے لئے مجسم دعا تھی اور جب ان کے اترنے کی اطلاع ملی تو دل حمد الٰہی سے بھر گیا۔

(محمد ظفراللہ خان چندیادیں ص 50،51)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ

مکرم برکات احمد راجیکی تحریر کرتے ہیں کہ 1942ء کا ذکر ہے کہ میں لاہور میں ملازم تھا۔ میرے بائیں کان میں پھوڑا نکلا اور شدید ورم اور درد پیدا ہوئی۔ جس کی وجہ سے میں بیمار ہو کر رخصت پر قادیان آگیا۔ چار ماہ کی رخصت دفتر والوں نے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ انچارج شفاخانہ نور کے سرٹیفیکیٹ پر منظور کرلی۔ جب میری رخصت ختم ہونے میں چند دن باقی تھے اور میری طبیعت بھی بہت حد تک سنبھل چکی تھی دفتر کی طرف سے سول سرجن صاحب گورداسپور کو لکھا کہ ہم انچارج شفاخانہ نور کے سرٹیفیکیٹ کو کافی نہیں سمجھتے۔ آپ معائنہ کرکے رپورٹ کریں اور مجھے بھی اس کی نقل بھجوا کر جلد معائنہ کروانے کی ہدایت کی گئی۔ میری طبیعت پر یہ بوجھ تھا کہ اب رخصت کے آخری دن ہیں اور صحت کافی اچھی ہو چکی ہے۔ اگر سول سرجن نے لکھا کہ میں ڈیوٹی دینے کے قابل ہوں۔ تو دفتر والے الزام دیں گے کہ پہلا سرٹیفیکیٹ غلط تھا۔ جس میں اتنے عرصہ کی رخصت کی سفارش تھی اور اگر اس نے کام کے ناقابل بتایا تو افسران بالا جن میں سے ایک میرا سخت مخالف تھا۔ لمبی بیماری کی وجہ سے ملازمت سے برخواست کرنے کے لئے قدم اٹھا سکتا تھا۔

میں نے اپنی اس الجھن کو حضرت والد بزرگوار مولانا غلام رسول راجیکی کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں دعا کروں گا تم کوئی فکر نہ کرو اور گورداسپور جا کر معائنہ کروا لو چنانچہ میں سائیکل پر نہر کے راستہ گورداسپور روانہ ہوا۔ برسات کا موسم تھا اور آسمان پر کہیں کہیں بادل کے ٹکڑے منڈلا رہے تھے۔ لیکن میں محفوظ اور بآرام گورداسپور پہنچ گیا۔ جب میں معائنہ کرکے واپس لوٹا تو رستہ میں نہر کی پٹڑی پر بارش کے آثار تھے اور بعض نشیبی جگہوں پر پانی بھی کھڑا تھا۔ لیکن جہاں سے میں گزر رہا تھا وہاں مطلع صاف تھا۔ اور اس طرح خاکسار بسہولت اور بغیر بھیگنے کے واپس لوٹا۔ واپسی پر حضرت والد صاحب نے بتایا کہ جب تم سائیکل پر روانہ ہوئے تو کچھ دیربعد ایک گھنا بادل چھا گیا اور بارش شروع ہو گئی۔ میں نے تمہاری تکلیف اور بے سروسامانی کا خیال کرکے خداتعالیٰ کے حضور التجا کی کہ بارش سے برکات احمد بچ جائے اور اس کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا اور تم آرام و سہولت سے واپس آ گئے۔ فالحمدللہ بعد میں دفتر کی الجھن بھی خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے دور فرما دی۔ (حیات قدسی حصہ پنجم ص174)

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوریؓ

25۔اگست 1957ء کو مکرم چوہدری محمد شریف وکیل کا تار آیا کہ 1955ء کے سیلاب کی طرح ہمارے گاؤں میں اب بھی سیلاب آنے والاہے۔ دعائے خاص کی ضرورت ہے میں نے ایک دو دن دعا کی تو الہام ہوا۔ " آلْآنَ كَمَا كَانَ " یعنی پہلے کی طرح ان کا گاؤں انشاء اللہ بچایا جائے گا۔

الحمدللہ! کہ آج 10ستمبر 1957ء کو ان کا خط موصول ہواکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے گاؤں کو محفوظ رکھا۔

(حیات بقا پوری حصہ سوئم ص 134،135)

حضرت سیٹھ شیخ حسنؓ

سیٹھ صاحب نے قبول احمدیت کے بعد مولانا میر محمد سعید سے دریافت کیا کہ اب ہم کیا کریں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ پانچ وقت نماز باجماعت ادا کریں۔ قرآن مجید پڑھیں اور تہجدادا کیا کریں اور خداتعالیٰ کی مخلوق سے بھلائی کریں۔ سیٹھ صاحب بیان کرتے تھے کہ پہلے مجھے نماز کی عادت نہ تھی اور نہ ہی تہجد اور قرآن مجید سے شناسا تھا۔ کوشش سے تہجد بھی باقاعدہ ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز میں ایک ذوق اور شوق حاصل ہوا کئی دن بعد ایک روز تہجد سے فارغ ہوا تو میری زبان پر بار بار اَللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کے الفاظ جاری ہوئےاور زبان انہیں بار بار دہرانے لگی اور خود بخود ہی گریہ و بکاشروع ہو گیا میری اہلیہ پیرساں بی بی نے رونے کا سبب دریافت کیامیں نے یہ بات کہہ سنائی لیکن عربی نہ انہیں آتی تھی نہ مجھے۔

بعد میں سیٹھ صاحب پر مصائب کی تیز آندھیاں چلیں اور مخالفین مخالفت میں سرگرم رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام شر و رو آفات سے اپنی حفظ و امان میں رکھا اور آپ کو الہامات وکشوف سے نوازا۔ ایک دفعہ رویا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت دودھ پلایا۔ جس کا مزہ منہ میں بیدار ہونے پر بھی موجود تھا۔ سو اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایمان و عرفان سے وافر حصہ عطا ہوا۔

(اصحاب احمد جلد2ص 212)

حضرت فیض الدینؓ

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ملک حسن محمد سمبڑیالوی نے جو حضور مولوی صاحب کے خاص دوستوں میں سے ہیں۔ بتایاکہ خود حضور مولوی صاحب نے انہیں بتایا تھا کہ مجھے جب یہ علم ہواکہ لوگ میرے قتل کے درپے ہیں تو میں نے کثرت سے اس دعا کا ورد شروع کر دیا۔ یعنی ”اے خدا میری دعا سن اور اپنے اور میرے دشمنوں کو پراگندہ کر۔“

آپ نے فرمایا کہ میں چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے یہ دعا کرتا رہتا۔ ایک دن میں محراب کے سامنے مسجد میں بیٹھا ہوا یہی دعا کر رہا تھاکہ ایک شریر ہاتھ میں ڈنڈا لئے ہوئے گالیاں دیتا ہوامسجد میں گھس آیا۔ میں نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہی دعا پڑھنی شروع کر دی۔ میں نے محسوس کیاکہ اس نے دائیں بائیں دونوں طرف چکر لگا ئے۔ پھر میں نے دیکھاکہ وہ کچھ بڑ بڑاتا ہوا باہر چلا گیا۔ آپ نے بتایاکہ میں سمیع و بصیر خدا پر قربان جاؤں۔ جس نے اپنے تصرف خاص سے مجھے اس شریر کے حملہ سے بچایا۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس دعا کو میں نے مخالفت کے دنوں میں بہت مؤثر پایا۔ (حیات فیضؓ ص 22،23)

حضرت حافظ محمد حسینؓ

حافظ محمد حسین تحریر کرتے ہیں کہ حکیم عبدالرحیم کی وفات کے بعد ٹرپئی میں چپکے چپکے مخالفین صلاح مشورے کرنے لگے۔ ایک دفعہ ٹرپئی کے لوگوں نے مشورہ کیا کہ مرزائی چپکے سے کچی مسجد میں جمعہ پڑھ لیتے ہیں نہ ان کو کوئی پوچھتا ہے اور نہ کوئی مؤاخذہ کرتا ہے آئندہ جمعہ سارا گاؤں کچی مسجد میں ادا کرے اور مسجدپختہ میں ان کو آنے نہ دیں اور آخری دفعہ کچھ باتیں ان سے پوچھ کر ان کا پورا پورا بندوبست کریں چنانچہ اس مشورہ کی اطلاع مجھے بھی کئی دوستوں نے دی اور کہا کہ مناسب ہے تم چند یوم کے لئے کہیں چلے جاؤ۔ میں نے کہا اگر اب کی دفعہ چلے گئے تو دوسرے جمعہ کو وہ ایسے ہی کریں گے کیوں نہ ان کو اپنے ارمان نکال لینے دیں۔ جوں جوں جمعہ کا دن قریب آتا جاتا تھا۔ شور زیادہ ہوتا جاتا تھا حتیٰ کہ جمعرات کی رات جس کے بعد صبح جمعہ کا دن تھا رات اکیلا دیر تک نماز پڑھتا اور دعا کرتا رہا۔ ابھی وتر باقی تھے اور سنتوں کے سلام کے لئے التحیات میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک نور کا شعلہ ایک انگلی کے برابر موٹا اور ڈیڑھ دو گز لمبا دور سے آتا ہوا دکھائی دیا اور پہلو کی طرف دل پر آ کر لگا۔ جس سے بلند آواز سنائی دی جو یہ تھی ”کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں“۔ فضل اور رحمت کی آواز اس قدر اس وقت بلند تھی کہ اگر بیسیوں شخص میرے پاس ہوتے تو سب کو سنائی دیتی۔ اس کے بعد وہی حرف درود شریف کے زبان پر تھے۔ جمعہ تو انہوں نے کچی مسجد میں پڑھا۔ مگر ہم کو کسی نے پوچھا تک نہیں ۔ صرف جمعہ کے بعد ایک دوسرے سے یہ باتیں کرتے ہوئے کہ یہ (یعنی اس کمترین کی طرف اشارہ کرکے کہ) اب تو یہ مرزائی ہو گیا ہے امام کس کو بنائیں۔ ایک نے کسی کا نام لیا اور دوسرے نے اس پر چوری کا الزام لگایا۔ دوسرے نے کسی اور کا نام لیا تیسرے نے اس پر کوئی اور الزام لگایا۔ اس طرح کرتے ہوئے چلے گئے۔

(حافظ محمد حسین صفحہ 23،24)

جس روز چوہدری رستم علی کا جنازہ آیا تھا اور حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ جنازہ دفنانے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اکثر دوست حضور کے ہمراہ تھے۔ حضور دعا فرما رہے تھے کہ خاکسار کو حضور کا چہرہ مبارک دکھائی دیا اور فرمانے لگے محمود کے آج کل بہت دشمن ہیں۔ مگر خدا کے فرشتے ہر وقت ان کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ ضرورت کے وقت تو بے شمار ہوتے ہیں مگر پانچ فرشتے ہر وقت ہمراہ ہوتے ہیں۔ اتنے میں حضور دعا سے فارغ ہو گئے اور مجھ سے بھی وہ حالت جاتی رہی۔ (حافظ محمد حسین ص 54)

حضرت حکیم عبدالصمدؓ

حضرت حکیم صاحب ہجرت 1947ء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس ٹرک میں ہم سوار تھے اس میں حضرت پیر منظور احمد قاعدہ یسرناالقرآن والے بھی ہمارے ساتھ تھے۔ جیسے ہی کانوائے حرکت میں آیا حضرت پیر صاحب نے بہ یک زبان بسم اللہ مجرہا پڑھنا شروع کیااور تمام راستے یہ الفاظ ان کے ورد زبان رہے۔ ساتھ کبھی کبھی ہم بھی پڑھتے رہے۔ کئی مقامات خطرے کے آئے مگر اللہ تعالیٰ نے تمام خطرات ٹالے۔ کانوائے نہر کی پٹڑی پر چل رہا تھا۔ دوسری طرف سکھوں کے فوجی مورچہ جمائے ہوتے۔ ایک جیپ میں تیزی سے فوجی لوگوں کو کہتا جاتا ٹرک میں گر جاؤ لیٹ جاؤ خطرہ ہے مگر جب خطرہ ٹل جاتا تو پھر وہ کہتا اب بے شک بیٹھ جاؤ ٹرک خراب ہو جاتا تو وہ تمام کانوائے کو روک دیتا۔ جب ٹرک ٹھیک ہو جاتا تو ساتھ لے کر چلتا۔ بعض لوگوں نے اس سے کہا بھی کہ اس کو یہیں چھوڑ دو جب ٹھیک ہو جائے گا تو پیچھے سے آ جائے گا۔ مگر اس نے یہ بات نہیں مانی اور کانوائے آہستہ آہستہ چلتا رہا یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ کسی نے اطلاع دی کہ ہم لاہور کی سرحد میں آ گئے ہیں۔ خوشی سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ جودھامل بلڈنگ پہنچتے پہنچتے ہم کو رات ہو گئی ہم نے دیکھا وہاں نواب محمد جلیل القدر ”میرے بڑے ماموں“ بھی موجود تھے۔ صبح کو حضور کو اطلاع دی گئی کہ حکیم صاحب بھی معہ بچوں کے اس کانوائے میں آ گئے ہیں۔ حضور خوش ہوئے۔ لڑکیاں حضرت اماں جانؓ اور خاندان کی دوسری خواتین سے ملیں۔ سب بہت خوش ہوئے۔ حضرت اماں جانؓ نے تو مسکرا کر فرمایا کہ لڑکیو زندہ سلامت آگئیں؟ انہوں نے جواب دیا آپ ہمارے لئے دعائیں جو بہت کر رہی تھیں۔ (رفیق نکتہ داں ص 52،53)

جب قادیان کے حالات زیادہ خراب ہوئے تو لوگوں کو محفوظ مقامات پر لے جایا گیا اور حضرت میاں بشیر احمدؓ کی ہدایت پر ابا جان کو دارالمسیح میں ٹھہرایا گیا مجھے یہ منظر خوب یاد ہے جب ہمارے ابا جان دعائیں پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے ہیں تو چاروں طرف سکھ تھے۔ ابا جان دعائیں پڑھتے آگے چل رہے تھے اور ان کے پیچھے ہم سب یعنی ہم پانچ بہنیں بھابھی اور دو ہماری ماموں زاد بہنیں تھیں۔اس طرح سکھوں کے درمیان سے نکلنا معجزے سے کم نہ تھا۔

(رفیق نکتہ داں صفحہ 110)

حضرت مولانا شیر علیؓ

مکرم ڈاکٹر لعل محمد بارہ بنگوی حضرت مولانا شیر علیؓ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

غالباً 1929ء کے جلسہ سالانہ کی بات ہے کہ میں جلسے کے بعد 10جنوری 1930ء تک قادیان میں مقیم رہنے کے بعد لکھنؤ واپس جانے کے لئے دارالامان سے روانہ ہوا۔ میں قادیان کے اسٹیشن پر ریل میں بیٹھا گاڑی کے چلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا شیر علیؓ گھی کا ایک مٹکا ہاتھوں میں اٹھائے گاڑی کے ڈبے میں جھانکتے پھر رہے ہیں۔ جب آپ اس ڈبے کے سامنے آئے جس میں میں تھا تو آپ نے فرمایا کوئی لکھنؤ جانے والے صاحب بھی ہیں۔ میں نے فوراً عرض کیا فرمائیے میں جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایایہ گھی میرے لڑکے عبدالرحمٰن کو دے دینا وہ لکھنؤ میں ایف۔ ایس۔ سی میں پڑھتا ہے۔میں نے مٹکا لے لیا۔ حضرت مولوی صاحب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے فرمایا میں آپ کے بخیر و عافیت پہنچنے کے بارے میں دعا کرتا ہوں۔ مولوی صاحب نے دعا کرائی جس میں میں بھی شریک ہوا۔چلتے وقت آپ نے کہا آپ سفر پر جا رہے ہیں۔اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

اسی روز چار بجے سہ پہر کے قریب امرتسر سے میں دوسری گاڑی میں سوار ہوا۔ جو لکھنؤ سے ہوتی ہوئی سیدھی کلکتہ جاتی تھی۔دوسرے روز رات کے بارہ بجے کے قریب کلٹربک گنج اسٹیشن پہنچنے ہی والی تھی کہ یکایک ایک دھماکہ محسوس ہوا اور آن کی آن میں یوں معلوم ہونے لگا کہ گویا دریا کا کوئی پل ٹوٹ گیا ہے اور گاڑی بڑی تیزی کے ساتھ نیچے کی طرف اس طرح جا رہی ہے جس طرح کوئی چیز کنوئیں میں گرتی ہے۔ سارے مسافر گھبرا گئے۔ میں نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ چند ہی سیکنڈ میں وہ کیفیت دور ہو گئی اور یوں محسوس ہوا کہ گویا گاڑی رکی ہوئی ہے۔بتیاں گل ہو چکی تھیں اور گاڑیاں رکنے سے چند سیکنڈ کے لئے خاموشی سی چھا گئی۔ میں اطمینان میں تھا کہ اتنے میں ایک سکھ مسافر نے کہا کہ میاں کس خیال میں ہو فوراً نیچے اترو اتنے میں گارڈ آ گیا اور وہ چیخ چیخ کر مسافروں کو نیچے اترنے کی ہدایت کر رہا تھا۔اس پر میرے بھی کان کھڑے ہوئے جلدی میں کھڑکی کے راستہ سے نیچے اترا نیچے اتر کرمعلوم ہوا کہ گاڑی کی ایک مال گاڑی سے ٹکر ہو گئی ہے اور چیخ پکار پڑی ہوئی ہے۔ہمارے سامنے کا ڈبہ اپنے سے اگلے ڈبہ میں گھسا ہوا ہے اور پٹڑی سے اس طرح اٹھا ہوا تھا کہ جیسے تازیہ ہوتا ہے۔ دونوں ڈبوں کے تختے ایک دوسرے میں گھسے ہوئے تھے اور ایک مسافر ان میں پھنسا ہوا تڑپ رہا تھا سکھ مسافر بولا بواجی قیامت آ گئی میں نے کہا جس دن آنی ہو گی ایسے ہی آ جائے گی۔ اس کے بعد مجھے اپنے سامان اور حضرت مولوی صاحب کے مٹکے کا خیال آیا۔دیکھا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ گاڑی سے گاڑی ٹکرانے اور دنیا الٹ پٹ ہو جانے کے باوجود گھی کا مٹکا جس میں 7،8سیر کے قریب گھی تھا جوں کا توں اپنی جگہ رکھا ہوا تھا۔میں نے خدا کا شکر کیا اور دل میں سوچا کہ یہ حضرت مولوی صاحب کی دعا کا کرشمہ تھا کہ گھی کا یہ مٹکا اور اس مٹکے کے طفیل میں زندہ بچ رہا۔ پانچ چھ گھنٹے بعد میں دوسری گاڑی ملی اور ہم اس میں سوار ہو کر بخیریت لکھنؤ پہنچ گئے۔ میں نے گھی کا مٹکا حضرت مولوی صاحب کے صاحبزادے عبدالرحمٰن صاحب کو پہنچا دیا۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحب ص 285تا 288)

حضرت مولانا محمد حسینؓ

ایک دن ہم جہاز میں کام کر رہے تھے کہ حکم آیا کہ یہ جہاز مع کام کرنے والوں کے بغداد بھیج دیا جائے گا۔ اس لئے سب کام کرنے والے اپنا سامان جہاز ہی میں لے آئیں کیونکہ اس وقت بڑی سخت جنگ ہو رہی تھی۔ میرے دس ساتھیوں نے یہ سنتے ہی رونا شروع کر دیا۔ مگر میں نے نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ جہاز کی روانگی کا دو مرتبہ وسل (Whistle)ہو چکا تھا۔ جہاز کی روانگی میں صرف دو منٹ باقی تھے کہ جنرل صاحب کی طرف سے فون آیا کہ میرے معائنہ کے بغیر جہاز روانہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ جنرل صاحب وہاں پہنچے اور بعد معائنہ جہاز کی روانگی کا حکم دے دیا۔ پھر جب اچانک ہم لوگوں پر نظرپڑی تو جہاز کے کپتان سے دریافت کیا کہ یہ فٹر کنارہ کے ہیں یا پانی کے؟ اس نے جواب دیا کہ حضور کنارہ کے۔ جنرل صاحب نے کہا نہیں نہیں یہ نہیں جائیں گے۔ صرف پانی کے فٹر ہمراہ لے جاؤ اور ہمیں جنرل صاحب نے جہاز سے باہر آنے کا حکم دے دیا۔ بعدہٗ پانی کے فٹر آگئے اور جہاز روانہ ہو گیا۔ رات دو بجے کے قریب اطلاع آئی کہ دشمن نے جہاز غرق کر دیا ہے اور ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچ سکا۔ ہم نے خداتعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ہماری ابھی زندگی باقی تھی۔

(میری یادیں صفحہ 44تا 45)

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

محمد عطاءالنور،کراچی سے لکھتے ہیں۔

آج 16جنوری 2020کا ڈیلی الفضل آن لائن کا شمارہ پڑھنے کا موقع ملااور جب میں نے اپنے معزز استادپروفیسر محمد شریف خان کے خوبصورت مضمون بعنوان ’’میری زندگی میں الفضل کا خوبصورت کردار‘‘ پڑھا تو مجھے بہت پسند آیا۔میں اپنے محترم استاد کا شکریہ ادا کرنا چاہتاہوں کیونکہ میں بی۔ایس۔سی کے زمانہ میں ان کا شاگردرہا ہوں۔میں اپنی طرف سے سلام اور نیک تمنائیں ان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔

یہ بڑے حسنِ اتفاق کی بات ہے کہ جہاں کہیں بھی مجھے الفضل ملے ،میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں اورجتنا زیادہ اسے پڑھ سکوں،اسے پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔آج الفضل کی برکات نے کالج کے زمانہ اور استاد محترم کی یادیں تازہ کردیں۔ میں انہیں ایک مختصر خط لکھوں گااور ان کے پڑھانے کے خوبصورت طریق کے لئے ان کا شکریہ ادا کروں گا۔وہ ہمیں کیمسٹری اورزوالوجی پڑھاتے تھے۔

میرا سلام اور نیک تمنائیں ان کو پہنچا دیں اور اس خوبصورت مضمون کے لئے ان کا شکریہ ادا کردیں۔میں عام طور پر اپنے 12سالہ بیٹے کو اردو سیکھنے کی خاطر الفضل کے گزشتہ شاروں میں سے کچھ مضامین پڑھنے کے لئے کہتا ہوں اور اس کی تصحیح بھی کرتا ہوں تا کہ وہ حضورؑ کے مضامین کے معانی اچھی طرح سمجھ سکے۔

بقیہ از صفحہ 3۔دعائے قنوت

الفاظ کے بھی قربان اور اس منہ کے بھی قربان جس منہ سے یہ الفاظ نکلے‘‘

(تذکرۃ المہدی صفحہ 116 مؤلفہ حضرت پیر سراج الحق نعمانی)

اس دعائے قنوت کے علاوہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھے یہ دعا سکھائی جو میں نماز وتر میں پڑھا کرتا ہوں:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَ تَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَ بَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَ لَا یُقْضٰی عَلَیْكَ، وَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ، صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ

(سنن الترمذی ابواب الوتر، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر)

جمہور فقہاء کے نزدیک نماز وتر کی آخری رکعت میں ان دونوں میں سے کوئی دعائے قنوت پڑھنا مسنون ہے۔ ہاں ان کے ساتھ دوسری کوئی بھی دعا یا دعائیں بھی قنوت کی جا سکتی ہیں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ بیان کرتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جب تک مولوی عبدالکریم صاحب زندہ رہے وہ ہر فرض نماز میں قنوت پڑھتے تھے اور صبح اور مغرب اور عشاء میں جہر کے ساتھ قنوت ہوتا تھا۔ قنوت میں پہلے قرآنی دعائیں پھر بعض حدیث کی دعائیں معمول ہوا کرتی تھیں، آخر میں درود پڑھ کر سجدہ میں چلے جاتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد روایت نمبر 939 صفحہ 804)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے ایک مکتوب بنام حضرت میرناصرنواب محررہ21 جنوری 1892ء میں تحریر فرماتے ہیں:

’’اور نماز اپنی اسی پہلی حالت پر ہی چاہیے کہ نماز میں خدا تعالیٰ سے ہدایت چاہیں اوراِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا تکرار کریں خواہ گنجائش وقت کے ساتھ وہ تکرار سو مرتبہ تک پہنچ جائے۔ سجدہ میں اکثر یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بتمام تر عجز کہا کریں۔ مگر نماز کی قنوت میں عربی عبارتیں ضروری نہیں، قنوت ان دعاؤں کو کہتے ہیں جو مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں پیش آتی ہیں سو بہتر ہے کہ ایسی دعائیں اپنی زبان میں کی جائیں، قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ اسی طرح پڑھنی چاہئیں جیسا کہ پڑھی جاتی ہیں مگر جدید مشکلات کی قنوت اگر اپنی زبان میں پڑھیں تو بہتر ہے تا اپنی مادری زبان نماز کی برکت سے بے نصیب نہ رہے۔ قنوت کی دعاؤں کا التزام حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ بعض پانچ وقت کے قائل ہیں اور بعض صبح سے مخصوص رکھتے ہیں اور بعض ہمیشہ کے لئے اور بعض کبھی کبھی ترک بھی کر دیتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ قنوت مصائب اور حاجات جدیدہ کے وقت یا ناگہانی حوادث کے وقت ہوتا ہے۔ چونکہ اسلام کے لئے یہ دن مصائب اور نوازل کے ہیں اس لئے کم سے کم صبح کی نماز میں قنوت ضروری ہے۔ قنوت کی بعض دعائیں ماثور بھی ہیں مگر مشکلات جدیدہ کے وقت اپنی عبارت میں استعمال کرنی پڑے گی۔ غرض نماز کو مغز دار بنانا چاہئے جو دعا اور تسبیح تہلیل سے بھری ہوئی ہو۔‘‘

(الحکم 24اگست 1903ء صفحہ 16)

مولانا عطاء المجیب راشد ۔لندن

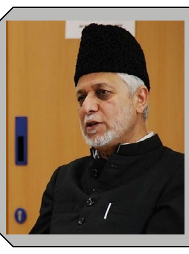

نظام وصیّت کی اہمیت و عظمت ''رسالہ الوصیّت'' کی روشنی میں

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی نوّے (90) سے زائد تصانیف میں ''رسالہ الوصیت'' کو ایک بلند مقام اور نمایاں حیثیت حاصل ہے۔یہ کتاب دسمبر 1905ء کی تصنیف ہے۔اس کتاب کی تصنیف کا فوری پس منظر وہ متعدد الہامات ہیں جو آپ کو بار بار ہوئے اور جن میں آپ پریہ ظاہر کیا گیا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب آگیاہے۔ دنیا دار تو ایسی خبر ملنے پر گھبرا جاتے ہیں لیکن خدا کے پاک بندوں کا ردّعمل بالکل مختلف ہوتاہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس موقع پر یہ عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی اور جماعت کو قرب وفات کے بارہ میں ہونے والے الہامات سے آگاہ کرتے ہوئے تسلی دی کہ اس خبر سے گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم ایک زندہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں جو ہر دم زندہ اور حی وقیوم ہے۔ہاں آپ کی اور افراد جماعت کی طبعی فکر مندی کو دور کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوخداتعالیٰ نے مبعوث کیاہے اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ایک پودا ہے جس نے بہرصورت آگے بڑھنا،ترقی پر ترقی کرنا اور بالآخر ساری دنیا پر روحانی طورپر غالب آناہے، خدائے قادر وتوانا اور علیم وخبیر نے آپ کو دو عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائیں ۔

ایک بشارت کا تعلق آپ کے وصال کے بعد جماعت میں روحانی نظام قیادت یعنی خلافت کے قیام سے ہے جس کو آپ نے قدرت ثانیہ کے الفاظ میں بیان کیا۔ دوسری بشارت کا تعلق روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کے لئے نظام وصیت کے قیام سے ہے۔ ہر دو عظیم الشان بشارتوں کی تفصیل اور متعلقہ امور کی وضاحت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے کتاب ''الوصیت'' میں تحریر فرمائی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ کتابی سائز کے صرف چالیس صفحات پر مشتمل ہے لیکن غیر معمولی شوکت والے بیانات سے بھری ہوئی ہے۔

اس مضمون میں یہ ارادہ کیاہے ،وباللہ التوفیق، کہ نظام وصیت کی اہمیت اور عظمت کے مضمون کو رسالہ الوصیت میں مندرج تحریرات کی روشنی میں کسی قدر اجاگر کیاجائے۔ حتی الوسع اسی ترتیب کے ساتھ جس طرح یہ بیانات کتاب میں درج ہیں ۔

کتاب کی بالکل ابتداء میں حضرت مسیح موعودؑ نےفرمایا :

''میں نے مناسب سمجھاکہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ ا ٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں''۔

اس فقرہ سے پتہ لگتاہے کہ حضورعلیہ السلام نے یہ کتاب بہت محبت بھرے دلی جذبات کے ساتھ بطور نصیحت لکھی ہے اور خاص طورپر وہ احباب جماعت مخاطب ہیں جن کو حضورعلیہ السلام نے ''دوستوں'' کے پیار بھرے لفظ میں یاد فرمایاہے۔ گویا یہ محبت کرنے والے اور مسیح پاک علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کرنے والے کتاب کے اولین مخاطب ہیں اور پھر اس کتاب کے عمومی پیغام کا دائرہ دیگر لوگوں تک پھیلا ہوا ہے خواہ وہ لوگ جماعت کے ہوں یاغیرازجماعت ہوں۔

اس فقرہ سے حضورعلیہ السلام نے ضمناً اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ حضورعلیہ السلام کی تحریرات اور آپ کے کلام سے احباب کو ہمیشہ بھرپور استفادہ کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ کا کلام اور آپ کی تحریرات کوئی معمولی تحریرات نہیں ہیں ۔ایک دوسری جگہ آپ نے اپنی تحریرات کے بارہ میں یہ الفاظ خود تحریر فرمائے ہیں جو ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنے چاہئیں۔ فرمایا:

''میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہاہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہاہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔
(روحانی خزائن جلد 3،ازالہ اوہام صفحہ 403)

''پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتاہوں جس نے میری موت کی خبر دے کرمیرے لئے یہ تحریک پیدا کی''۔

اس فقرہ میں آپ نے کتاب کے لکھنے اور اس میں نصائح درج کرنے کے فوری پس منظر کا ذکر فرمایا ہے ۔ آپ نے عربی اور اردو میں وحی الٰہی کا ذکر فرمایاہے اور لکھا ہے کہ اسی مقدس وحی نے جہاں ایک طرف مجھے میری وفات کی خبر دی ہے (جس کی وجہ سے طبعاً ہر ایک کو فکر مندی ہوگی) اسی وحی کی وجہ سے میرے دل میں یہ تحریک ہوئی ہے کہ میں یہ نصائح لکھوں جن کی وجہ سے انہیں پڑھنے اور ان پر عمل کرنے والوں کے لئے غیر معمولی تسلّی اور اطمینان قلب کی صورت پیدا ہوگی ۔ گویا یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع ہے ،نظام خلافت کا قیام بھی اور نظام وصیت کا اجراء بھی۔

''ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے''۔

اس فقرہ سے پتہ لگتاہے کہ یہ دونوں نظام جواللہ تعالیٰ کی ایماء سے قائم ہوں گے نہ صرف خداتعالیٰ کے نشانوں میں سے ہوں گے بلکہ ایسے کھلے کھلے نشانات ثابت ہوں گے کہ دنیا ہمیشہ ان کی عظمت کو دیکھتی رہے گی۔اور ان نشانوں کاوجود کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ نظام خلافت بھی اور نظام وصیت بھی ہمیشہ جاری رہیں گے۔نیز یہ بھی واضح ہوتاہے کہ ان ہردو نشانات کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ اور ان دونوں کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی مستقبل میں واضح تر ہوتی چلی جائے گی۔

جماعت میں نظام خلافت کے قیام کی بشارت اور جماعت کی ترقیات کے نہایت ایمان افروز تذکرہ کے بعد الوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا''۔

اس سے ایک تو یہ بات قطعی طورپر معلوم ہوتی ہے کہ نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کے مدفن کانام بہشتی مقبرہ ہے اور یہ نام الہامی ہے۔ اس جگہ حضورعلیہ السلام نے جوطرز کلام اختیار فرمایا ہے اس سے واضح ہوتاہے کہ خداتعالیٰ نے یہ نام اس مقدس جگہ کے لئے عطا فرمایا ہے اور فرشتوں کی زبانی یہ نوید آپ کو عطا ہوئی۔

اس بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا :

''ظا ہر کیا گیا ہے کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔

یہ فقرہ واضح کرتاہے کہ یہ خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دی گئی کہ ا س میں جو برگزیدہ اور متقی لوگ دفن ہوں گے وہ اس زمرہ ابرار میں شامل ہوں گے جن کے لئے جنتی کالفظ استعمال کیا گیاہے۔ یہ مضمون حضورعلیہ السلام کی اسی کتاب میں متعدد بارمتنوع انداز میں بیان ہواہے اور ان سب کو یکجا نظر میں رکھنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نظام وصیت کی شرائط، جو اللہ کے ا یماء پرحضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریرفرمائیں، کو پوراکرنے والے بہشتی اور جنتی لوگ ہی اس قابل بنائے جائیں گے کہ اس مقدس قبرستان میں تدفین کی سعادت ان کو ملے۔ جو اس معیار پرپورانہ اترے گا اور عنداللہ جنتی نہ ہوگا اس کی تدفین کی راہ میں خدائے قادر کی طرف سے کوئی نہ کوئی روک ڈال دی جائے گی۔

نظام وصیت کے حوالہ سے قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین بار بڑی ہی پرمعارف دلی دعائیں اس کے لئے کی ہیں ۔پہلی بار دعا کے الفاظ یہ ہیں:

''میں دعا کرتاہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے ۔اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پرمقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔''

اس دعا میں حضورؑ نے بہشتی مقبرہ کے بابرکت ہونے اور واقعی بہشتی مقبرہ بنائے جانے کی بھی دعا کی ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو۔ پاک دل لوگوں کی صفات کا بھی ساتھ ہی ذکر فرما دیا ہے تایہ سب باتیں ہر موصی پرخوب واضح رہیں اور وہ صرف وصیت کرنے پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ ان سب اوصاف کو واقعی طور پر اپنے اندر پیدا کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہے ۔

دوسری بار کی دعا کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''میں پھر دعا کرتاہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کومیری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس دعا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی محبت بھری دعا میں چند اوصاف کا ذکر فرمایا ہے تا یہ امر پوری طرح ذہن نشین رہے کہ کون سی صفات حسنہ ہیں جن کا حامل حقیقت میں ان دعاؤں کا وارث ہوگا۔ پاک دل ہونے کا ذکر اس دعا میں دوسری بار آیاہے جس سے معلوم ہوتاہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے نزدیک نظام وصیت میں شمولیت کے لئے یہ ایک بنیادی شرط ہے اور ایک سچے موصی کا بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ واقعی ایک پاک دل انسان بن جائے۔

تیسری بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے الفاظ یہ ہیں:

''پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتاہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور ورحیم ! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنّی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں ۔جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتاہے کہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس تیسری بار کی پُردرد دعا میں بھی چند غیرمعمولی اوصاف کا ذکر ہے جو ایک موصی کو صحیح معنوں میں عنداللہ موصی بنانے کے لئے ازبس لازم ہیں ۔ان اوصاف پر یکجائی طورپر نظر کی جائے تو یہ امر خوب نکھر کر سامنے آتاہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن پاک دل لوگوں کا ذکر پہلی دو دعاؤں میں فرمایا ہے یہ سب اوصاف گویا نیک دلی کے بلند مقام تک پہنچنے کے زینے ہیں اور ان راہوں سے گزرے بغیر نفس کو پاک کرنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

یہ امر بھی خاص طورپر قابل توجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے حوالہ سے اس میں دفن ہونے والے خوش نصیبوں کے لئے تین بار بڑے درد اور الحاح سے دعائیں کی ہیں اور یہ بات اپنی ذات میں ایک غیر معمولی بات ہے جو سارے نظام وصیت کی عظمت اوراہمیت پر روشنی ڈالتی ہے ۔تینوں بار دعا کے آخر پر ''آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ'' کے الفاظ بڑے اہتمام سے درج ہیں۔ یہ بھی ایک خاص بات ہے جو یہ اشارہ بھی کرتی ہے کہ وصیت کا سارا نظام ربّ العالمین کے اشارہ اور ایماء پر جاری ہوا اور اسی رب العالمین کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے اس کی بنیادوں کو استوار کیاجارہا ہے۔

ان تین بار کی دعاؤں پر اس پہلو سے بھی نظر کرنی چاہیئے کہ ان میں مسیح موعود علیہ السلام نے ان اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جو آپ ایک موصی میں دیکھنا چاہتے ہیں ۔ جو دراصل وصیت کے استحقاق کی شرط کے طورپر ہیں۔ اگر ابتداء میں یہ ا وصاف کسی موصی میں نہ بھی ہوں تو اسے یہ پیغام خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ وہ صفات ہیں جو اسے اپنے ماٹو کے طور پر یاد رکھنی چاہئیں اور دیانتداری کے ساتھ یہ سب اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔

بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا ہے:

''اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدانے یہ فرمایا ہے کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ''اُنْزِلَ فِیْهَا کُلُّ رَحْمَةٍ'' یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں''۔

اس سے معلوم ہوتاہے کہ بہشتی مقبرہ کا نام خود خداتعالیٰ نے رکھاہے اور ''بڑی بھاری بشارتیں'' اس سلسلہ میں آپ کو عطا ہوئی ہیں۔ اور ''ہر ایک قسم کی رحمت''اس میں اتاری گئی ہے ۔ یہ سب اموراس بہشتی مقبرہ کے بلند وبالا مقام اور اس کے مہبط انوار ہونے کا قطعی ثبوت ہیں ۔ اس کی عظمت کے گواہ ہیں ۔ اسی وجہ سے مزید تحریر فرمایا کہ آپ نے وحی خفی کے نتیجہ میں اس مقدس قبرستان '' بہشتی مقبرہ'' میں تدفین کے لئے تین بنیادی شرائط مقرر فرمائیں ۔

1۔شرط اول کے طور پر کچھ مالی ادائیگی جو گویا انفاق فی سبیل اللہ کا فوری اورپہلا زینہ ہے ۔

2۔ ترکہ کے دسویں حصہ کی ادائیگی کی وصیت جو انفاق فی سبیل اللہ کا ایک امتیازی زینہ ہے ۔

3۔ تیسری شرط یہ بیان فرمائی کہ دفن ہونے والا متقی ہواور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتاہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو ۔یہ شرط سب سے اہم اور موصی کی ساری زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

نظام وصیت کے بارہ میں فرمایا:

''یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں ۔ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے''۔

ان زوردار اور متحدیانہ الفاظ سے نظام وصیت کی عظمت و شوکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتاہے۔ اس مقدس نظام کی بنیاد رکھتے وقت یہ الفاظ مسیح پاک علیہ السلام کے قلم مبارک سے نکلے اور آج سو سال پورے ہونے پر بالخصوص خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیت کی عالمگیر وسعت کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمدوثنا سے بھر جاتاہے۔

نظام وصیت کی عظمت اور افادیت جاننے کے لئے یہ فقرہ بھی قابل توجہ ہے ۔

''اس وصیت کے لکھنے میں جس کا ما ل دائمی مدد دینے والا ہوگا اس کا دائمی ثواب ہوگا اورخیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا''۔

اس ارشادمیں ہر موصی کے لئے یہ زبردست نوید ہے کہ وہ دائمی ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کی یہ مالی قربانی ایسی ہوگی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے ایصال ثواب کا موجب ہوگی اور صدقہ جاریہ کے طورپر اس کا فیض کبھی ختم نہ ہوگا۔

نظام وصیت کے نتیجہ میں قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا :

''خداتعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں ۔تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں ۔اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں''۔

یہ پُرمعارف فقرہ بہشتی مقبرہ کے قیام کے عالی مقصد کو خوب واضح کرتاہے ۔ ہر موصی کو کامل الایمان بننے کی دعوت دینے والا یہ فقرہ اسے یہ خوشخبری سناتا ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے ذریعہ اس کا وجود آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نیکی کی تحریک کا موجب بن جائے گا ۔ اور اس طرح اس کے نیک نمونہ کودیکھ کر نیکی کی توفیق پانے والے اس کے لئے دعا گو ہوں گے اور وہ مرحوم موصی اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ کے مطابق مرنے کے بعد بھی عنداللہ اجر اور ثواب پاتا رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور پیارا دعائیہ فقرہ ملاحظہ ہو:

''بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کومدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔''

عجزوانکسار کے پیکرحضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم مبارک سے اپنے بارہ میں ''ہم'' کا لفظ بہت ہی منفرد مثال ہے۔ ظاہر ہے کہ اس لفظ کے استعمال کے پیچھے آپ کی اپنی ذات نہیں بلکہ آپ کے قلب اطہرمیں اس قادروتوانا خدا کا خیال ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے اور جس کے ارادہ اور اذن سے یہ عظیم الشان نظام وصیت جاری ہو رہا تھاجیساکہ اوپر کے ایک حوالہ میں ذکر ہوچکاہے۔

اس ایک فقرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس خوبی اور کمال محبت سے ہر موصی کو تین نہایت جامع دعاؤں کی دولت سے مالامال کردیاہے ۔خدا یہ دولت ہر موصی کو عطا فرماتا رہے ۔

بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا:

''کوئی نادان اس قبرستان اور اس کے انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے اور انسان کا اس میں دخل نہیں''۔

یہ جامع فقرہ ہرنادان کے اس شک اور بدظنی کو دور کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ یہ سارا نظام کسی ذاتی غرض، ارتکاز دولت یا دین میں اختراع اور بدعت کے طورپر جاری کیا گیاہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ سارا نظام وحی الٰہی پر مبنی ہے اور کسی انسانی سوچ یا منصوبہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اس بات کا مزید ثبوت یہ ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تیسری شرط میں یہ ذکر ہے کہ دفن ہونے والا کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتاہو۔ ظاہر ہے کہ بدعتی عمل کرنے والے کو ردّ کرنے والا نظام خود بدعت پر مبنی کیسے ہو سکتاہے؟

بہشتی مقبرہ کے بارہ میں یہ بنیادی فقرہ بھی خا ص توجہ کے لائق ہے:

'' کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کردے گی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا''۔

ایک اور پہلو سے دیکھاجائے تو یہ فقرہ ایک موصی کو ہر لمحہ بیدار کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ وہ وصیت کی جملہ شرائط کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہوئے ان کے مطابق زندگی بسر کرے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ یہ مقام حاصل کرلے کہ عنداللہ بہشتی قرار پائے تبھی وہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کی سعادت حاصل کرسکے گا۔

شرائط تدفین کے بارہ میں فرمایا:

''ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابندِ احکامِ اسلام ہو۔ اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچّا ایمان لانے والا ہو۔ اورنیز حقوقِ عباد غصب کرنے والا نہ ہو''۔

یہ فقرہ بھی بہت بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور ہمیشہ ہر موصی کی نظروں کے سامنے رہنا چاہیئے ۔یہ وہ امورہیں جن سے ہر انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کر سکتاہے۔

نظام وصیت کے ذریعہ جمع ہونے والے اموال کا مصرف کیا ہوگا ؟ فرمایا :

''انجمن جس کے ہاتھ میں‌ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اَور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدّم اشاعتِ اسلام ہوگی''۔

اس ایک فقر ہ میں سارے نظام وصیت کی بنیادی غرض بہت خوبصورتی سے بیان کردی گئی ہے۔ یہ سلسلہ محض اموال کے جمع کرنے کی خاطر نہیں جیساکہ بعض نادان سمجھ سکتے ہیں بلکہ صرف اور صر ف ان اغراض عالیہ کے لئے ہے جو اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہیں ۔ اور یہ بیان کرنے کے ساتھ ہی وضاحت فرما دی کہ ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہے ۔اس سے ضمناً یہ وضاحت بھی ہوگئی کہ سلسلہ کی اغراض اور اشاعت اسلام میں باہم کوئی فرق نہیں ۔ یہ دراصل ایک ہی چیز کے دونام ہیں ۔دوسرے یہ واضح ہوا کہ وصیتی مالوں کا بہترین مصرف اشاعت اسلام ہے ۔

نظام وصیت کے سلسلہ میں یہ فقرہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے:

''اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وہ وصیّتی مال بھی پیش کرے تا ہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا''۔

اس فقرہ سے ایک بار پھر اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ نظام وصیت کامقصد ارتکاز دولت نہیں ہے اور نہ ہی محض دولت کے بل بوتے پر کوئی شخص اس مبارک بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کا استحقاق حاصل کر سکتاہے۔ اصل اور بنیادی شرطِ تقویٰ کا اعلیٰ معیار ہے۔ چونکہ یہ سارا نظامِ وصیت دراصل وحی الٰہی پر مبنی ہے اس لئے اگر وحی الٰہی سے کوئی شخص ردّ کیا جائے تو وہ کسی صورت میں اس نظام کا حصہ نہیں بن سکتا خواہ وہ کتنا بھی مال پیش کرے ۔

اس سارے نظام وصیت سے خداتعالیٰ کیا چاہتاہے ؟ فرمایا :

'' اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقّف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصّہ کلِ جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں''۔

یہ فقرہ ہر احمدی کو بہت مستعد اور بیدار کرنے والا ہے۔ واضح طورپر فرمایا کہ نظام وصیت کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ خداتعالیٰ مومن اور منافق میں ایک امتیاز قائم کر کے دکھا دے ۔ گویا اس کو سچے احمدیوں کے ایمان کا ایک معیار قرار دیا ہے اور ایک مخلص احمدی کی شان یہ ہے کہ وہ اس الٰہی انتظام کی اطلاع پانے کے بعد اس میں شمولیت سے پیچھے نہ رہے بلکہ فرمایاکہ جو احمدی فوراً اس میں شامل ہو جائیں گے وہ اپنے عمل کے ساتھ اپنی ایمانداری کا ثبوت دیں گے۔ اس پرزور تاکیدی فقرہ کو پڑھ کر ہر احمدی کو اپناجائزہ لینا چاہیئے کہ اس کا شمار کن لوگوں میں ہے۔

اسی مضمون کو ایک دوسرے پیرایہ میں یوں بیان فرمایا :

''وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتاہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کرکے دکھلاوے اس لئے اب بھی اس نے ایسا ہی کیا''۔

اس فقرہ سے واضح فرمایا گیاہے کہ نظام وصیت اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان کے طورپر ہے ۔ جو اس امتحان پرپورے اتریں گے وہی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سچے مومن ہوں گے ۔ وہی طیب قرار پائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے نوازتاہے۔ یہ زوردار فقرہ بھی ایک سچے احمدی کو اس بابرکت نظام میں شمولیت پر آمادہ کرنے کے لئے بہت کافی ہونا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کے بارہ میں باربار تاکید ی اظہار فرمایا ہے۔ ایک موقع پرفرمایا :

''ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اِس وقت کے امتحان سے بھی

اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدّم کیا ہے، دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کرکے دکھلادیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزرے گا اور اِس سے اُن کی پردہ دَری ہوگی‘‘۔

نظام وصیت کو اس وقت کا امتحان قرار دیتے ہوئے بالکل واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ اس نظام میں شامل ہونے والے ہی درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں گے ۔ یہی امر ان کے عہد بیعت کی سچائی کا بھی گواہ ہوگا۔ اور پھر بہت ہی واضح اور دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ اس ایک امتحان سے منافقوں کی منافقت خوب کھل کر سامنے آجائے گی اور اس طرح ہر شخص ان کو خوب جان لے گا ۔ مجھے یقین ہے کہ اس فقرہ کو توجہ سے پڑھنے کے بعد کوئی مخلص احمدی اس بابرکت نظام سے باہر نہیں رہ سکتا۔

اور وہ مخلص جو امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام وصیت میں شامل ہوجائیں گے ان کو کیا انعامات ملیں گے ۔ اس سلسلہ میں فرمایا :

’’اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خداتعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی‘‘۔

اور مزید فرمایاکہ ایسے لوگ حقیقی طورپر تارک الدنیا ہوں گے جو :

’’یہ ثابت کردیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی ۔ خدا کے نزدیک مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے‘‘۔

یہ الفاظ اس قدر انعامات اور بشارات کی نوید پر مشتمل ہیں کہ سست سے سست احمدی کو بھی فوراً بیدار اور مستعد ہوجانا چاہئے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو پانے کے لئے فی الفور اس بابرکت نظام میں شامل ہو جانا چاہئے ۔ اس وقت کی غفلت بہت ہی بڑے گھاٹے کا سودا ہوگی۔

اس نظام میں شمولیت کی برکات کا بہت ہی مختصر الفاظ میں ذکرکرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نظام کاحصہ بنوگے تو ’’ بہشتی زندگی پاؤ گے‘‘۔

گویا یہ صرف آخرت میں بہشت پانے یا دئے جانے کا وعدہ اور سودا نہیں ہے بلکہ اس نظام میں شمولیت کے ذریعہ تو دمِ نقد اسی دنیا میں بہشتی زندگی ان لوگوں کو مل جائے گی۔ اور قرآن مجید ہمیں بتاتاہے کہ اگر کسی کو اس زندگی میں جنت کی حلاوت نصیب نہ ہوئی تو وہ آخرت میں بھی اس نعمت سے بے بہرہ اٹھایاجائے گا۔ کیاکوئی ایسا شخص ہو سکتاہے جو یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس دنیا میں ہی بہشتی زندگی پانے کا خواہاں نہ ہو۔ کون سا ایسا بدبخت ہوگا جو اس نعمت سے محروم رہنا پسند کرے گا۔ خدا کرے کہ کوئی بھی ایسا نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر ممکن طورپر نظام وصیت کی برکت اور اہمیت واضح کرنے کے ساتھ اس میں شمولیت کی تاکید فرمائی اور اس نصیحت کا پورا پورا حق ادا کردیا ۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ آپ نے یہ سب کچھ انتہائی درد اور محبت سے بیان فرمایا اور کتاب کا آخری فقرہ یوں تحریرفرمایا :

’’ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے۔ {هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ} (یٰسین:53)وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔‘‘

کتنے کرب اور دکھ کا اظہارہے ان لوگوں پرجوامام الزمان کے دست مبارک پر بیعت کا عہد کرنے کے باوجود اس کے اس تاکیدی حکم کوٹال دیں گے۔ خدا کرے کہ کوئی احمدی ایسا بدقسمت نہ نکلے ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشائے مبارک سمجھتے ہوئے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے ۔ آمین

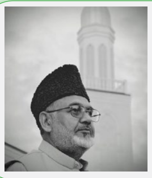

سید شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

مجلس انصار اللہ یو ایس اے کی لیڈر شپ کانفرنس

نیشنل مجلس انصار اللہ یو ایس اے ہر سال ایک لیڈر شپ کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے۔

مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ عمران حسی نے بتایا کہ انصار اللہ لیڈر شپ کا مقصد بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح جماعتوں میں

صدران جماعت کا ریفریشر کورس ہوتا ہے۔تاکہ زعماء اور خصوصاً ان زعماء کی جنہیں کام کرنے کی پہلی دفعہ سعادت مل رہی ہے کو ان کے کام اور ذمہ داریوں کی طرف صحیح رہنمائی کی جا سکے نیز یہ ایسا موقع ہوتا ہے کہ جس میں قائدین اور زعماء مل کر بیٹھتے اور اپنی مشکلات کا ذکرکر کے کام کے طریق کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں اور ان کا حل نکال سکتے ہیں اس کے علاوہ بھی شوریٰ میں جو تجاویز پاس ہوتی ہیں اور جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے بعد عمل درآمد کرنے کے لئے تحریک ہوتی ہے۔ان سفارشات کا جائزہ لینا اور ان پر کس حد تک کام ہوا ہے ،بھی شامل ہوتا ہے۔

امسال یہ لیڈر شپ کانفرنس مسجد بیت العطاء اٹلانٹا جارجیا میں 11 اور 12 جنوری 2020ء کومنعقد ہوئی۔ہر دو دن کا پروگرام نمازتہجد اور نمازفجر باجماعت نیز درس سے ہوا۔مکرم ناصر بخاری زعیم اعلیٰ انصار اللہ گریٹ لیکس نے بتایا کہ امسال اس کانفرنس کا مرکزی خیال یا موضوع نماز کی اہمیت تھاکہ کس طرح انصاراللہ میں نماز باجماعت کی اہمیت کو اجاگر کیاجائے۔

چنانچہ اس کانفرنس میں بہت سی ورکشاپ بھی منعقد ہوئیں۔قائدین نے اپنے اپنے موقع پرزعماء کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔سوال و جواب کے ذریعہ بھی زعماء کو اپنے کاموں میں وسعت پیدا کرنے کی طرف رہنمائی دی گئی۔

کانفرنس کے آخری دن صدر مجلس انصار اللہ مکرم عمران حسی نے تمام نیشنل عاملہ کے ممبران اور زعماء کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنے، نیز لوکل جماعت میں باہمی تعاون سے کام کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔مکرم حماد احمد مربی سلسلہ نے بھی انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور حضرت مصلح موعودؓ بانی انصار اللہ کے اقتباسات پیش کئے جن میں آپؓ نے فرمایا کہ انصار اللہ جماعت کا دماغ ہے اور اس کے ہاتھ اور دل خدام الاحمدیہ ہیں۔اور جب دماغ ،دل اور ہاتھ کسی قوم کسی قوم کے اکھٹے ہو کر بہتر رنگ میں کام کریں تو وہ کام اچھا ہوتا ہے ۔مکرم مربی صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے مزید بتایا کہ آپؓ نے فرمایا ہے مجلس انصار اللہ کے قیام کا ایک اور اہم مقصد یہ ہے کہ وہ نوجوانوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کریں۔(سبیل الرشاد)

مکرم ناصر بخاری نےمزید بتایا کہ امسال علم انعامی بالٹی مور کی مجلس کو دیا گیا۔نیز یہ کہ اٹلانٹا مجلس کو یہ اعزاز پہلی دفعہ حاصل ہوا ہے کہ انہوں نے اس کانفرنس کا انعقاد کیا اور مہمان نوازی کی ،اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔آمین

بقیہ از صفحہ 9۔جمعہ اور عید ایک دن ہونا

کل بھی میرے پاس ایک مفتی صاحب کا فتویٰ آیا تھا کہ بعض دوست کہتے ہیں اگر جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ہو جائے تو قربانیوں میں ہم کو سہولت ہو جائے گی اور انہوں نے اس قسم کی حدیثیں لکھ کر ساتھ ہی بھجوا دی تھیں۔میں نے ان کو یہی جواب دیا تھا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جمعہ اور عید جب جمع ہو جائیں تو جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھنے کی اجازت ہے مگر ہم تو وہی کریں گے جو رسول کریم ﷺ نے کیا ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اگر کوئی جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھنا چاہے تو اسے اجازت ہے مگر ہم تو جمعہ ہی پڑھیں گے۔

ہمارا رب کیسا سخی ہے کہ اس نے ہمیں دودو(عیدیں) دیں۔ ...یعنی جمعہ بھی آیا اور عید الاضحیہ بھی آئی اور اس طرح دو عیدیں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے جمع کر دیں۔اب جس کو دو دو چُپڑی ہوئی چپاتیاں ملیں وہ ایک کو کیوں ردّ کرے گا۔وہ تو دونوں لے گا۔سوائے اس کے کہ اسے کوئی خاص مجبوری پیش آ جائے اور اسی لئے رسول کریم ﷺ نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی مجبور ہو کر ظہر کی نماز پڑھ لے جمعہ نہ پڑھے تو دوسرے کو نہیں چاہئے کہ اس پر طعن کرے اور بعض لوگ ایسے ہوں جنہیں دونوں نمازیں ادا کرنے کی توفیق ہو تو دوسرے کو نہیں چاہئے کہ ان پر اعتراض کرے اور کہے کہ انہوں نے رخصت سے فائدہ نہ اٹھایا۔‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ مورخہ 11فروری1938ء بحوالہ الفضل 15 مارچ 1938ء)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

’’میں نے عید کے خطبہ میں بیان کیا تھا کہ اگر عید جمعہ کے دن ہو تو اگرچہ نماز ظہر ادا کرنی بھی جائز ہے مگرمیں جمعہ ہی پڑھوں گا۔ جمعہ کا اجتماع بھی دراصل ایک عید ہی ہے اور اس میں دو سبق دیئے گئے ہیں ۔ایک قومی اتحاد کی طرف اس میں توجہ دلائی گئی ہے اور دوسرے تبلیغ کی طرف ۔خطبہ کے لئے جمعہ کی نماز میں ظہر کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے دو رکعت کی کمی کردی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 11 فروری1939ء۔الفضل 19 فروری 1939ء)

نذیر احمد سانول

ماں کی خدمت کی برکات

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خوشخبری عطا فرمائی ہے۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ

ترجمہ: جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں سو چاہئے کہ وہ میرے حکم قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔ (البقرہ:187)

پھر ایک روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

(بخاری کتاب الادب۔ باب من احق الناس بحسن الصحبة)

اللہ جل شانہ نے اپنی ذات کا ثبوت دینے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے اور اپنی رحمتوں کو تقسیم کرنے کے لئے دعا کو ذریعہ بنایا ہے۔ دعا کے باعث بگڑی بنانے مصیبتوں اور بلاؤں کو ٹالنے کا باب کھولا ہوا ہے۔

خداتعالیٰ نے دعا قبول کرنے کے کئی ذرائع اور طریق مقرر فرمائے ہیں۔ سب سے زیادہ انبیاء و رسل کی دعائیں شرف قبولیت پاتی ہیں پھر ان کے خلفاء کرام کی پھر اولیاء اللہ کی پھر صالحین کی علیٰ ھذہ القیاس۔ دربار الٰہی میں قبولیت دعا کے ان گنت و بیشمار وسیلے ہیں ان میں سے ایک ذریعہ قبولیت دعا کا ماں کی اپنی اولاد کے متعلق بیقرار اور دلی آہ و بکا کی پُرخلوص دعائیں ہیں جو عرش رب جلیل کو ہلا دیتی ہیں اور ماں کی وہ کربناک حالت میں مانگی ہوئی دعائیں مشکلات کو حل کر دیتی ہیں۔ اولاد کو چاہئے ماؤں کا دل نہ دکھائیں انہیں غمناک نہ کریں ان سے بدسلوکی نہ کریں۔ گستاخی نہ کریں ان سے نامناسب رویہ نہ اپنائیں ماں کو تکلیف دینے والے کبھی خیروبرکت کا منہ نہیں دیکھتے کیا ایسی اولادیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہوسکتی ہیں جو اپنی کمزور ناتواں ماؤں کو خون کے آنسو رلائیں، اذیت دیں۔ بے عزتی کریں ظالمانہ اور سفاکانہ سلوک برتیں اور بدتمیزی کی ساری حدیں عبور کر جائیں اور باہر بڑے نیک و پارسا بن کر بزرگوں سے بھی دعائیں کراتے پھریں اور خود بھی رو رو کر دعائیں مانگتے پھریں؟ اولاد کا اول فرض ہے کہ ماں کی خدمت کرے اس کا دل خوش کرے اس سے محبت بھرا رویہ اپنائے اور ہر مشکل کے لئے اسے دعا کے لئے کہے اور کہا کرے کہ اللہ، رسول اور خلفاء کے بعد تیری ذات میری پریشانیوں کو دور کرنے کا ذریعہ اور سہارا ہے۔ آپ میرے حق میں دعا کریں پھر بزرگان کی خدمت میں بھی دعا کے لئے درخواست کرے اور خود بھی دعائیں کرے تو خدا کا فضل شامل حال ہوگا اور بگڑے کام سنور جائیں گے۔

وہ اولادیں جو ماں کا دل دکھانے کی وجہ سے اپنے معاملات میں ناکام و نامراد رہتی ہیں اس مجرب طریق کو اپنا کر دیکھیں تو سارے دکھڑے ختم ہو جائیں گے مفت میں ماں بھی خوش ہو جائے گی اور آسانی سے کام بھی ہوتے رہیں گے!

آیئے ماں کی دعا کی تاثیر کے چند واقعات پڑھتے ہیں۔

غار سے پتھر ہٹ گیا

حدیث النبی ﷺ میں خدمت والدین کی برکت کا ایک واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی جارہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا۔ چنانچہ وہ ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گئے غار کے منہ پر پہاڑ کے اوپر سے ایک بہت بڑا پتھر آگرا اور وہ بند ہو کر رہ گئے۔ چنانچہ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی ایسا نیک عمل دیکھو جو تم نے محض رضائے الٰہی کے لئے کیا ہو اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو شائد یہ مشکل آسان ہو جائے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ میرے والدین زندہ تھے اور انتہائی بڑھاپے کی عمر کو پہنچے ہوئے تھے نیز میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے میں ان کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا جب میں شام کو واپس لوٹتا تو بکریاں دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلایا کرتا تھا ایک روز جنگل میں دور جانکلا اور شام کو دیر سے واپس لوٹا وہ اس وقت سو چکے تھے میں حسب معمول دودھ لے کر ان کے سرہانے آکھڑا ہوا میں نے نیند سے بیدار کرنا پسند نہ کیا اور بچوں کو ان سے پہلے پلا دینا بھی اچھا نہ لگا حالانکہ بچے میرے قدموں میں رو پیٹ رہے تھے۔ حتیٰ کہ صبح تک میری اور ان کی حالت یہی رہی اے اللہ! تو جانتا ہے اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا تو اس پتھر کو ہٹا دے تاکہ ہم آسمان کو تو دیکھیں پس اللہ تعالیٰ اسے تھوڑا سا ہٹا دیا کہ اس میں سے انہیں آسمان نظر آنے لگا باقی دو نے بھی اپنی اپنی نیکیوں کا حوالہ دیا اور کہا کہ ہم نے محض اللہ کی رضا کے لئے کیا اے اللہ! جتنا راستہ بند رہ گیا ہے اسے کھول دے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے سے پتھر ہٹا دیا۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب 560 ص337,336)

والدہ کی رضامندی

ایک بزرگ کو اپنی ماں کی غمخواری و خدمت گزاری کی بدولت غیب سے ایسے سامان پیدا ہوگئے کہ آپ علم کے نور سے منور ہوگئے۔ تذکرۃ الاولیاء میں اس حکایت کو درج کیا گیا ہے۔ لکھا ہے۔

مشہور صوفی حضرت محمد علی ترمذی حکیم نے اعلیٰ مذہبی تعلیم کے حصول کے لئے دو طالب علموں کے ہمراہ شہر سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی والدہ سے اس کا اظہار کیا۔ والدہ نے کہا کہ میں ضعیف ہوں مجھ کو اس حالت میں چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ چنانچہ آپ رک گئے اور دوسرے ساتھی چلے گئے۔ پانچ ماہ بعد آپ گورستان میں بیٹھ کر رونے لگے کہ میں یہاں بیکار ہوں اور میرے ساتھی کل عالم سے ہو کر آئیں گے۔ آپ ابھی رو ہی رہے تھے کہ ایک طرف ایک نورانی شکل بزرگ نمودار ہوئے اور آپ سے رونے کا سبب پوچھا۔ آپ نے سارا حال سنایا۔ اس بزرگ نے فرمایا تم کوئی غم نہ کرو اگر تم چاہو تو میں تمہیں روزانہ سبق پڑھا دیا کروں گا۔ تاکہ تم ان سے بڑھ جاؤ۔ چنانچہ تین سال تک وہ روزانہ سبق پڑھاتے رہے۔ فرماتے ہیں میں نے یہ دولت والدہ کی رضامندی سے حاصل کی۔

(تذکرۃ الاولیاء 251 تا 252) از حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ ناشر کتب خانہ شان اسلام)

ماں باپ کی عزت کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعودؑ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ

جو شخص اپنے ماں باپ سے اس طرح بدسلوکی کرتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جیسا کہ فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت سے نہیں ہے۔ (کشتی نوح جلد19 ص19)

(خطبہ جمعہ مورخہ 16 جنوری 2004ء روزنامہ الفضل 8 جون 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو والدین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

فقہ کیا کہتاہے

جمعہ اور عید ایک دن ہونا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کے عہد مبارک میں دونوں عیدیں (جمعہ اور عید) جمع ہو گئیں تو آپ ﷺ نے عید کی نماز پڑھا کرفرمایا جو جمعہ کی نماز کے لئے آناچاہے آجائے اور جو نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔

(سنن ابن ماجہ ۔کِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا ۔بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ۔روایت نمبر1213)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج کے دن دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں جو چاہے اس کے لئے جمعہ کی بجائے عید کافی ہوگئی ۔اور ہم تو انشاء اللہ جمعہ ضرور پڑھیں گے۔

(سنن ابن ماجہ ۔کِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا ۔بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ۔روایت نمبر1311)

ابو عبیدؓبیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ عید کی نماز ادا کی۔اس دن جمعہ تھا۔آپؓ نے خطبہ عید سے پہلے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو!آج کے دن تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں (یعنی عید اور جمعہ) پس عوالی (یعنی مدینہ کے اطراف کے رہنے والوں) میں سے جو شخص پسند کرے جمعہ کا بھی انتظار کرے اور اگر کوئی واپس جانا چاہے تو واپس جاسکتا ہے میں اسے اجازت دیتاہوں ۔

(صحیح بخاری کِتَابُ الاَضَاحِیِّ. بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُومِ الاَضَاحِیِّ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ

”عید میں تنگی نہیں کی بلکہ فرمایا کہ اگر جمعہ و عید اکٹھے ہو جائیں تو گاؤں کے لوگوں کو جو باہر سے شریک ہوئے ہیں جمعہ کے لئے انتظار کی تکلیف نہ دی جائے۔“

(بدر جلد 9 نمبر 10 ۔ 30 دسمبر 1909ء صفحہ 1 تا 3)

اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

(شریعت نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جائز ہے کہ جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔لیکن یہ بھی جائز ہے کہ عید اور جمعہ دونوں ہی پڑھ لئے جائیں۔کیونکہ ہماری شریعت نے ہر امر میں سہولت کو مدنظر رکھا ہے ۔چونکہ عام نمازیں اپنے اپنے محلوں میں ہوتی ہیں لیکن جمعہ کی نماز میں سارے شہر کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔اسی طرح عید کی نماز میں بھی سب لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دن میں دو ایسے اجتماع جن میں دور دور سے لوگ آکر شامل ہوں مشکلات پیدا کر سکتا ہے اس لئے شریعت نے اجازت دی ہے کہ اگر لوگ برداشت نہ کر سکیں توجمعہ کی بجائے ظہر پڑھ لیں۔بہرحال اصل غرض شریعت کی یہ ہے کہ مسلمان اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ عرصہ کے لئے اکٹھے بیٹھ سکیں کیونکہ اسلام صرف دل کی صفائی کے لئے نہیں آیا۔اسلام قومی ترقی اور معاشرت کے ارتقاء کے لئے بھی آیا ہے اور قوم اور معاشرت کا پتہ بغیر اجتماع میں شامل ہونے کے نہیں لگ سکتا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21۔اگست 1953ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اور موقع پر فرمایا کہ

”رسول کریم ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو اجازت ہے کہ جو لوگ چاہیں جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ادا کرلیں مگر فرمایا ہم تو جمعہ ہی پڑھیں گے۔

باقی صفحہ 8 پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر ۔ تنزانیہ

سالانہ تقریب تقسیم انعامات جامعہ احمدیہ تنزانیہ

مورخہ 19 جنوری 2020 ء کو موروگورو تنزانیہ میں قائم جامعہ احمدیہ کے تعلیمی سال 2019ء مکمل ہونے پر تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی- اس تقریب کی صدارت محترم امیر صاحب تنزانیہ مکرم طاہر محمود چوہدری نے کی- اس تقریب کا اہتمام جامعہ احمدیہ کے ہال میں کیا گیا تھا- پروگرام کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے ہوا- تلاوت اور نظم کے بعد مکرم عزیز احمد شہزاد صاحب مربیٔ سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ نے سال گزشتہ کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی-

جامعہ احمدیہ میں اس وقت چار کلاسیں تعلیم حاصل کر رہی ہیں- طلباء کی تعداد 72 ہے- ان میں تنزانیہ کے علاوہ کینیا، کونگو، ملاوی اور برونڈی کے طلباء شامل ہیں- اس کے علاوہ جامعہ کے زیر انتظام حفظ کلاس کا اجراء بھی ہو چکا ہے اور 2014ء سے لے کر اب تک پانچ بچے حفظ قرآن مکمل کر چکے ہیں- امسال جامعہ سے فارغ التحصیل طلبا کی تعداد سات(7) ہے- آغاز سے لے کر اب تک یہ تعداد 112 تک پہنچ چکی ہے-

جامعہ احمدیہ تنزانیہ سے ہر سال چند منتخب طلباء کو شاہد کی ڈگری کے حصول کے لئے جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا بھجوایا جاتا ہے- اب تک کل 13 طلباء گھانا بھجوائے گئے ہیں

جامعہ احمدیہ میں کل 9 اساتذہ ہیں ان میں پانچ مرکزی مبلغین ہیں اور چار لوکل سینئر معلمین ہیں-تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہر سال باقاعدگی سے علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی منعقد کروائے جاتے ہیں- جامعہ کے طلباء تبلیغی سرگرمیوں میں بھی فعال کردار ادا کرتے ہیں- گزشتہ سال طلباء کی مساعی کے نتیجے میں 288 بیعتیں حاصل ہوئیں- کئی مقامات پر طلباء نے بک سٹالز بھی لگائے اور جماعتی کتب فروخت کیں اور قریبا 20 ہزار تبلیغی پمفلٹس تقسیم کئے-اسی طرح وقار عمل کے متعدد پروگراموں میں طلباء نے شرکت کی- گزشتہ سال جامعہ کے 20 طلباء نے سائیکلوں پر 230 کلومیٹرز کا فاصلہ طے کر کے جلسہ سالانہ تنزانیہ میں شرکت کی-

سالانہ رپورٹ کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی- محترم امیر صاحب نے جامعہ کے فارغ التحصیل 7 معلمین کو اسناد عطا کیں- مدرستہ الحفظ کے دو طلباء نے تکمیلِ حفظ قرآن کی اسناد حاصل کیں- جامعہ احمدیہ کی اس سالانہ تقریب میں پرائمری سکول کے طلباء اور اساتذہ کو بھی ان کی اعلیٰ کارکردگی پر انعامات دئے گئے- اس سکول کے چلانے کی ذمہ داری بھی جامعہ کے سپرد ہے۔

گزشتہ سال سکول کے 30 طلباء نے سٹینڈرڈ 4 کا امتحان دیا ان میں سے 20 طلباء نے گریڈ اے اور باقی دس طلباء نے گریڈ بی حاصل کیا۔ان طلباء میں بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔

تقسیم انعامات کے بعد محترم امیر صاحب نے خطاب میں جامعہ سے فارغ التحصیل طلباء کو خصوصی ہدایات سے نوازا-

دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا- بعد ازاں تمام حاضرین کی خدمت میں پر تکلف ظہرانہ پیش کیا گیا- جامعہ احمدیہ کینیڈا کے فارغ التحصیل دو مبلغین نے بھی اس تقریب میں شرکت کی-

خداتعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کی کارکردگی ہر سال بہتر سے بہتر ہوتی جا رہی ہے- پرنسپل اور اساتذہ مبارکباد کے مستحق ہیں-

طلوع و غروب آفتاب

30 جنوری 2020ء	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:42	18:09
مدینہ منورہ	05:46	18:05
لندن	05:48	16:48
قادیان	05:59	18:00
ربوہ	05:39	17:40

ڈاکٹر امۃ السلام سمیع

احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن (یوکے) کے زیر انتظام ایک روزہ کورس برائے داخلہ ٹیسٹ (انٹرویو)میڈیکل کالج

احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن کی سٹوڈنٹس سپورٹس ٹیم میڈیکل کالج کے خواہش مند طلباء کو میڈیکل کالج میں داخلے کے لیے یونیورسٹی کے انتخاب، پرسنل سٹیٹمنٹ اورانٹرویو کی تیاری اور mock interview کے لیے ایک لمبے عرصے سے مدد دے رہی ہے۔

امسال بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی میں نیشنل سطح پر ہونے والے اس پروگرام کو ایک دن پر مشتمل کورس کی صورت میں عملی جامہ پہنایا گیا۔ کورس سے پہلے اس کی اطلاع برطانیہ کی تمام جماعتوں تک پہنچائی گئی۔

مورخہ 14دسمبر 2019ء کو بیت الاحسان میں UK Medical School interview Course کا انعقاد کیا گیا۔ ایک دن پر محیط اس کورس میں تجربہ کار ڈاکٹروں اور مختلف میڈیکل یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم طلباء نے شاملین کی رہنمائی کی۔

کورس میں 28طلباء نے شرکت کی جن میں سے 14 افراد (10 خواتین اور 4 مردحضرات)کو انٹرویو کا دعوت نامہ موصول ہو چکا تھا جبکہ دیگر میڈیکل کالج میں داخلے کے عمل سے گزر رہے تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور ترجمے سے ہوا جو دانش بٹ نے پیش کیا۔ ڈاکٹر ہمایوں نذیر صاحب (نائب صدر احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن) نے کورس کے انعقاد کے اغراض و مقاصد پیش کیے۔ بعد ازاں دعا ہوئی۔

کورس کے دوران میڈیکل کالج کے انتخاب کا طریق، انٹرویوز کا تعارف اور تیاری کے سیشن رکھے گئے تھے۔ چنانچہ نمازِ ظہر سے پہلے Multiple Mini Interview جبکہ نمازِ ظہر کے بعد پینل انٹرویو کی تیاری کروائی گئی۔ اوّل الذکر میں مختلف ڈاکٹرز و طلباء کے پینلز نے شاملین کو انفرادی طور پر گائیڈ لائن دی جبکہ موخر الذکر میں ڈاکٹر ہمایوں نذیر صاحب ،خاکسار اور دیگر ممبران ٹیم نے طلباء کو معلومات فراہم کیں۔ ہر سیشن میں شاملین کے ساتھ سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

پروگرام کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن کو اعلیٰ خدمات کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین